

صفی مساوات پروگرام کے قومی مشاورتی فورم کے پہلے اجلاس سے ڈاکٹر میر یلین وائیٹ کا خطاب

25 مارچ 2011ء

اسلام آباد

معزز وزراء، سیکرٹریز، ارکان پارلیمنٹ اور قومی مشاورتی فورم برائے صافی مساوات پروگرام کے دیگر اراکین،

مہمانانِ گرامی!

السلام علیکم۔

میں جب سے پاکستان آئی ہوں لوگ اکثر مجھ سے پوچھتے ہیں کہ پاکستان میں کون سی چیز آپ کو سب سے زیادہ منفرد نظر آئی ہے۔ اس سوال کا جواب تلاش کرنا مشکل نہیں۔

مجھے خواتین ہی سب سے زیادہ منفرد نظر آئی ہیں۔ میں نے سو اس سے ٹھنڈے اور کراچی سے لاہور تک سفر کیا ہے اور ایسی میسیوں خواتین سے ملی ہوں جنھوں نے معاشرے پر انہیں نقوش چھوڑے ہیں۔ خواہ وہ جیز پہنے والی طالبہ ہو یا کسی گاؤں کی خاتون، جس نے ہاتھ کی کڑھائی والا بس پہن رکھا ہو، خواہ کوئی برقدھے پوش خاتون ہو یا نئے ڈیزائن کی شلوار قیص پہنے والی معروف شخصیت، خواہ وہ لیڈی ہیلیخ ورکر ہو، سماجی کارکن ہو، یونیورسٹی کی پروفیسر ہو، دستکار ہو، ناخنوں کی سجاوٹ کی ماہر ہو، سرکاری عہدیدار ہو یا ایک عام ماں، جو اپنے خاندان کو سمجھا رکھنے اور بچوں کی اچھی نشوونما کیلئے کوشش ہو، پاکستان میں ایسی خواتین کی کمی نہیں جو ملک کے روشن مستقبل کی علامت ہیں۔

مجھے یاد ہے موسم خزاں میں کراچی میں عورت فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ایک اجلاس میں میری ملاقات سندھ کی ایک کاشتکار خاتون سے ہوئی۔ یہ خاتون ایک چھوٹی قطعہ اراضی کی مالک تھی لیکن گزشتہ سیالاب کی وجہ سے اپنی زمین سے محروم ہو چکی تھی۔ سیالاب کی وجہ سے اس کا گھر باراً جڑ گیا تھا۔ وہ شوہر سے بھی محروم ہو گئی تھی۔ اس کی زمین کے کاغذات بھی ضائع ہو گئے تھے اور زمین کی حدود کے نشانات بھی مت گئے تھے۔ وہ جب پناہ گزین کیمپ سے واپس اپنی زمین پر پہنچی تو وہاں کسی اور نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا کہ یہ زمین اس کی ملکیت ہے۔

آج یہ خاتون، جو خوفناک نا انصافی کا شکار ہو چکی ہے، گیارہ بچوں کی واحد کفیل ہے۔ وہ نہ صرف ذریعہ معاش سے محروم ہو چکی ہے بلکہ مقام و مرتبہ سے بھی۔ حکام کو اس کی حالت زار کی کوئی پرواہ نہیں اور اس کے ہمسائے اس کی مدد کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔ جب میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کس طرح گزر اوقات کر رہی ہیں تو اس نے آہ بھر کر کہا "اللہ ہی مالک ہے۔" سچ تو یہ ہے اس سے دھوں اور مصیبتوں کی داستان پوچھنے کی ضرورت نہیں، اس کا چہرہ ہی اس کے دکھوں اور مصیبتوں کی داستان سنادیتا ہے۔

گزشتہ ایک سو سال میں خواتین نے اپنے حقوق کیلئے کافی پیشافت کی ہے لیکن اس کے باوجود دنیا میں اس طرح کی دکھ بھری داستانوں کی کمی نہیں۔ دنیا کے ہر برا عظم میں خواتین بھوک، افلس اور ظلم و زیادتی کا شکار ہیں۔ انھیں آواز بلند کرنے کی اجازت نہیں۔ انھیں خریدا اور بیچا جاتا ہے، وہ تعلیم سے، علاج سے اور اس بنیادی عزت و احترام سے محروم ہیں، جو ہر انسان کا حق ہے۔ اس طرح کی نا انصافی پر اکثر کوئی توجیہیں دی جاتی۔ زیادتی کرنے والے

سے کوئی بازپرس نہیں ہوتی۔ یوں پورا معاشرہ اس جرم میں شریک ہوتا ہے۔ اس صورتحال کے تباہ کن اثرات نہ صرف انفرادی طور پر خواتین پر مرتب ہو رہے ہیں بلکہ ان کے بیچ، معاشرے اور اقوام بھی اس سے محفوظ نہیں۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ خواتین کے حقوق کی تحریک باضابطہ طور پر غالباً ایک سو سال پہلے نیویارک کے نواح میں ایک چھوٹے زرعی فارم سے شروع ہوئی۔ لیکن آج یہاں اس کمرے میں موجود ہم سب جانتے ہیں کہ خواتین کی تحریک درحقیقت صد یوں بلکہ ہزاروں سال پرانی ہے۔

مثال کے طور پر یہ ایک مسلسلہ حقیقت ہے کہ دنیا بھر میں اکثر مقامات پر خواتین اناج اگانے، اس کی کشائی کرنے، ذخیرہ کرنے اور اس سے خوارک تیار کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ خواتین نے ہمیشہ اپنے خاندانوں اور معاشروں کی بقا اور بہبود کیلئے کام کیا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ما حول اور طریقہ کا تبدیل ہو چکا ہے لیکن اب بھی دنیا کے ہر خطے میں خواتین میں ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں، قطع نظر اس بات کے کہیہ کردار کس حد تک اور کس پیمانے پر ہے۔

معیشت میں خواتین کے کردار کا موازنہ اگر روزمرہ زندگی میں اُن سے ہونے والے سلوک سے کیا جائے تو ایک بہت بڑا خلا نظر آتا ہے۔ لیکن یہ خلا ایسا نہیں جسے پُر نہ کیا جاسکے۔ امریکہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ ہماری ترقیاتی امدادی کوششیں اُس وقت تک کامیاب ثابت نہیں ہو سکتیں جب تک ہم خواتین کو ہر منصوبے کے تابنے بانے میں شامل نہیں کرتے۔ ہم نے یہ تصور 1970ء کے عشرے سے اپنارکھا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب میں اپنی نسل کی کئی دوسری خواتین کی طرح حقوق نسوان کی سرگرم کارکن تھی اور اپنے مرد اور خاتون رفقائے کار کے ساتھ مل کر کام کر رہی تھی تاکہ امریکی معاشرے میں خواتین کو اُن کا جائز مقام و مرتبہ دلایا جاسکے۔ اسی دور کی ایک اور خاتون ہیلری کلنٹن بھی ہیں جنہوں نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے اپنے عہدے کو صفائی مساوات کیلئے وقف کر رکھا ہے۔

ہیلری کلنٹن نے پندرہ سال سے زیادہ عرصہ پہلے بیجنگ میں خواتین کے بارے میں اقوام متحدہ کی چوتھی عالمی کانفرنس میں خواتین کے مفادات کو منظر رکھنے کی اہمیت واضح کی تھی۔ اس کانفرنس میں انہوں نے امریکی خاتون اول کی حیثیت سے کہا تھا کہ خواتین کے حقوق دراصل انسانی حقوق ہیں، اور ہم دنیا میں اس وقت تک اُنم اور خوشحالی کی توقع نہیں رکھ سکتے، جب تک ایسے قوانین، موقع اور سماجی اصلاحات متعارف نہیں کراتے، جن کے ذریعے لڑکیوں اور خواتین کو اپنی صلاحیتوں کے استعمال کا کاملاً موقع ملے اور وہ اپنی ذہنی اور تخلیقی صلاحیتیں معاشرے کی فلاح و بہبود کیلئے بروئے کار لائیں۔

آج ہماری تمام ترقیاتی سرگرمیوں میں خواتین کی شرکت اور صفائی مساوات کا تصور جاری و ساری ہے۔ یہ تصور میلیئن تم ترقیاتی اہداف کے ہدف نمبر 3 میں موجود ہے جس میں صفائی مساوات اور خواتین کو با اختیار بنانے کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ ہم اسی تصور کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ ہمارا یہ عزم دنیا بھر میں ہمارے ترقیاتی پروگراموں میں دیکھا جاسکتا ہے، جن میں پاکستان بھی شامل ہے۔

ہم نے اپنی خارج پالیسی میں سفارت کاری اور دفاع کے علاوہ ترقیاتی امداد کو کلیدی اہمیت دے رکھی ہے۔ خواتین بچوں کی پروش، علاج معاملے کی فراہمی، کاروبار چلانے، نسل کو تعلیم دینے اور دنیا بھر کے فاقہ زدہ لوگوں کو خوارک فراہم کرنے کے لئے جو اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، ہماری ترقیاتی حکمت عملی میں اُسے منظر رکھا جاتا ہے۔ ہم جب پروگرام تیار کرتے ہیں تو خواتین سے مشورہ کرتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے پروگراموں سے لڑکیوں اور خواتین کی زندگیوں پر کیا ثابت اثر پڑے گا۔

ہم دنیا بھر میں خواتین کی تعلیم و تربیت اور ان کے روزگار کیلئے ڈالر خرچ کر رہے ہیں۔ صرف اُن خواتین کے لئے نہیں جو معاشرے میں اعلیٰ مقام و مرتبہ رکھتی ہیں، بلکہ ان عام خواتین کے لئے بھی جنہیں سخت محنت اور جدوجہد کرنا پڑتی ہے اور جو کسی بھی معاشرے میں ریڑھ کی بڑی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہم خواتین کیلئے موقع پیدا کرنے کی غرض سے کوششیں کر رہے ہیں اور اس کام میں سرکاری، غیر سرکاری اور خجی شعبے کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ بالغاظ

ویگر ہم اس بات کو یقینی بنار ہے ہیں کہ ایک خوشحال، ذمہ دار اور اچھے نظم و نسق والے معاشرے کیلئے جن عوامل کی ضرورت ہوتی ہے، وہ ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو کر کام کریں تاکہ خواتین کے مفادات کا خیال رکھا جاسکے۔

ہم نے اپنے کاروباری شرکت کاروں کے تعاون سے انٹرنیشنل فنڈ فاروم من اینڈ گرلز قائم کیا ہے۔ جو خواتین کی بہتری کے لئے کام کرنے والی مقامی این جی اوز کوچھوٹی رومن فراہم کرتا ہے۔ ہم نے راک فیلڈ فاؤنڈیشن، بل اینڈ میلنڈ اگنس فاؤنڈیشن جیسے غیر سرکاری اداروں کی ساتھ مل کر زچہ پچہ کی صحت اور خواتین کو با اختیار بنانے کے پروگرام تیار کئے ہیں۔ ہم اعلیٰ ترین سطحوں پر بات چیت اور مذاکرات میں خواتین کے مسائل کو بھی شامل رکھنے کے لئے حکومتوں کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

پاکستانی خواتین کے لئے کی جانے والی کوششوں کی چند مثالیں یہ ہیں: ہمارا ایک پروگرام چھوٹے پیمانے پر کاروبار کرنے والی خواتین کو کاروباری صلاحیتیں اور روابط بہتر بنانے میں مدد دیتا ہے تاکہ وہ اپنے گھروں سے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کا رواج لاسکیں اور اپنے خاندان کی آمدی میں خاطر خواہ اضافہ کر سکیں۔ ہم اس امر کو بھی یقینی بنار ہے ہیں کہ پاکستانی خواتین کو Goldman Sachs کے "ایک ہزار خواتین" والے پروگرام میں بھی شامل رکھا جائے۔ اس کے ذریعے ایسی باصلاحیت کاروباری خواتین کو اپنی انتظامی، منصوبہ بندی اور مارکیٹنگ کی استعداد بہتر بنانے کی تربیت اور موقع فراہم کئے جاتے ہیں جنہیں روایتی بڑنس ایجوکیشن حاصل کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔

ہم فلمبر ائٹ اور دیگر پروگراموں کے ذریعے طالبات کو دوایے شعبوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے اور امریکہ کے ایچیجن پروگراموں میں حصہ لینے کے لئے انٹرنیشنل اور وظائف مہیا کر رہے ہیں۔ جو روایتی طور پر ان کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔ یعنی سائنس اور ٹیکنالوجی۔

ہم دور دراز علاقوں میں سکولوں کی حالت بہتر بنار ہے ہیں تاکہ چھوٹی بچوں کو پاتھر و روم کی سہولت حاصل ہو سکے اور وہ سکول جانے سے نہ بچکچا کیں۔ اور ہم ان کے والدین کے ساتھ مل کر رہا کیوں کے بنیادی تعلیم کے حصول کی صورت میں ہر کسی کے لئے فوائد کے بارے میں آگاہی کو بھی فروغ دے رہے ہیں۔

ہم فیلی اور مشورہ دینے کی صلاحیت بڑھانے کے لئے یہی ہیئت ورکروں کی تربیت کر رہے ہیں تاکہ وہ پاکستانی خواتین کو اپنے بچوں کی تعداد کا تقین کرنے اور بچوں کی صحبت نہ پیدا کیں اور اپنی صحت کا خیال رکھنے میں مدد دے سکیں۔ ہم نے صفائی مساوات پروگرام بھی شروع کیا ہے جو ملک بھر میں خواتین کے اقتصادی، سماجی اور سیاسی اختیارات، شرکت اور مساوات کے فروغ کے لئے کوشش سرکاری اداروں، این جی اوز اور دیگر عناصر کی اعانت کر رہا ہے۔ یقیناً ان میں سے کوئی بھی پروگرام حکومت کی اعانت اور اشتراک کارکے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ان مشکل حالات میں اپنے پروگراموں کی کامیابی اور موزنیت کے لئے ہماری امیدیں حکومت پاکستان سے وابستہ ہیں۔ قومی مشاورتی فورم اشتراک کارکا ایک اہم نتیجہ ہے۔ اور ہم صفائی مساوات کے پروگرام کے لئے اپنی مسامی اور حکومت پاکستان کے صفائی مساوات کے وعدوں کے حوالے سے آپ کی آراء اور مشوروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مجھے خاص طور پر انٹرنیشنل و مدن آف کرتچ ایوارڈ پروگرام پر بہت فخر ہے۔ ہر سال دنیا بھر سے دس خواتین کو اون کی بہادری اور بھرپور صلاحیتوں کے اعتراض میں منتخب کر کے امریکہ بلا یا جاتا ہے۔ اس سال پاکستان سے محترم غلام صغیری کو اس انعام کے لئے چنا گیا ہے۔

محترم غلام صغیری حال ہی میں واشنگٹن سے واپس آئی ہیں جہاں انہوں نے وزیر خارجہ ہیلری کلینٹن اور مسز ابامہ سے ملاقاتیں کیں۔ غلام صغیری تعلیم، صحت، انسانی حقوق اور سماجی ترقی کے حوالے سے آگاہی پھیلانے اور کمیونٹی سیوگن فنڈ ریٹائل دینے کے لئے کام کرنے والی ایک این جی اوز "ماروی روول ڈولپمنٹ آر گنائزیشن" کی بنی اور چیف ایگزیکیٹو آفیسر ہیں۔ صوبہ سندھ کے دیہی علاقے میں جنم لینے والی غلام صغیری کی شادی زبردستی بارہ برس کی عمر میں کردمی گئی تھی۔ چھ برس بعد وہ اپنے گاؤں کی پہلی طلاق یافتہ خاتون ہیں گئیں۔ اس وجہ سے انہیں سماجی طور پر تنہائی سہن پڑی۔ جب انہوں نے اسکول جانے کی کوشش کی تو ان کے بھائیوں نے انہیں بری طرح تشدید کا نشانہ بنایا۔ پھر انہوں نے گھر پر تعلیم حاصل کی۔ لیکن بعد میں وہ ہائی اسکول کی تعلیم

کامل کرنے والی اپنے گاؤں کی پہلی خاتون نہیں۔ انہیں اپنے گاؤں میں لڑکیوں کے پہلے اسکول کی پہلی استانی ہونے کا عز از بھی حاصل ہوا۔ انہوں نے اپنے گاؤں میں عورتوں کے کام کرنے کا آغاز کیا اور اب ان کی تنظیم کا کام سنبھال، پنجاب اور بلوچستان کے دیہی علاقوں تک پھیل چکا ہے۔

لیکن محترم غلام صفری کے بارے میں سب سے زیادہ حیران کن بات شاید یہ ہے کہ وہ اکیلی نہیں ہیں بلکہ ان کی طرح کی خواتین پورے پاکستان میں ہیں۔ یہ بہت بڑا اور متنوع ملک ہے۔ اور ہر آبادی میں تبدیلی لانے والی کوئی نہ کوئی غلام صفری موجود ہے۔ یہ کوئی ایسی ماں ہو سکتی ہے جو اپنے بچوں کو ہر روز باقاعدگی سے اسکول پہنچجی ہو اور دوسرے والدین کے ہمراہ مل کر اس امر کو تینی بناتی ہو کہ اس کے بچوں کے اسکول میں تربیت یافتہ استاد باقاعدگی سے آتا ہو، جو پڑھانا بھی جانتا ہو۔ ممکن ہے یہ کوئی ایسی ہمسائی ہو جس نے ایک ایسی خاتون کو پناہ دی ہو جس کی اپنی اور بچوں کی زندگی اُس کے اپنے شوہر کے ہاتھوں خطرے میں ہو، اور جس سے میری ملاقات شہید بنینظیر پھٹوٹھر میں ہوئی ہو۔ یہ کسی دینی رہنمائی اہلیہ بھی ہو سکتی ہے جو مجھ سے ملی ہو اور جو ہر بفتے ہزاروں بھوکے افراد کو کھانا کھلاتی ہو۔ یہ ان بے شمار خواتین میں سے بھی ہو سکتی ہیں جو فلمیں بناتی ہیں، لکھتی ہیں، دفتروں اور این جی اوز میں کام کرتی ہیں، مائیں ہیں، یا ریٹائرڈ ہو چکی ہیں۔ یہ آج اس جگہ پر موجود آپ میں سے کوئی بھی فرد ہو سکتا ہے جسے ممکن ہے کہ ہم نہ جانتے ہوں اور وہ اگلے دو من، یا میں آف کرنچ ایوارڈ کا مستحق ٹھہرے۔

ہمیں اس ملک کو حقیقی معنوں میں عظیم بنانے والے عوامل کو پیش نظر رکھنا ہو گا۔ یعنی اس کے انسانی وسائل، جن میں ان خواتین کا قابل قدر حصہ ہے جو ہمارے لئے مثال بن رہی ہیں۔ وہ اپنے اس کام میں اکیلی نہیں ہیں کیونکہ خواتین کے مسائل ہر کسی کے مسائل ہیں۔ اور ہم میں سے ہر خاتون کو، جو اس مقصد کے لئے دیگر خواتین کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہے، بہت سے ایسے بہادر اور لا اُنگ مردوں کی بھرپور مدد بھی حاصل ہے جو ہماری طرح اپنے اس مقصد کے ساتھ مغلص ہیں۔ ایک تعلیم یافتہ خاتون کی افادیت کے بارے میں مردوں کو آگاہی اور شعور دینا ہماری تمام کوششوں کا حاصل ہے۔ کیونکہ خواتین کے مسائل سب کے مسائل ہیں۔ ہم سب اس حوالے سے ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔

جیسا کہ میری ایک پرانی سہیلی کہا کرتی تھی کہ "اگر ماں خوش نہیں تو کوئی بھی خوش نہیں"۔ اسی بات کو وزیر خارجہ ہبیری کا نئن زیادہ وضاحت سے یوں کہتی ہیں:

"جب عورتوں کو اپنی صلاحیتیں پروان چڑھانے کی آزادی ہو تو مردوں عورتوں، لڑکوں، لڑکیوں غرض سب کو فائدہ ہوتا ہے۔ جب خواتین کو ووٹ دینے اور انتخاب لڑنے کی آزادی ہو تو حکومتیں زیادہ مؤثر اور اپنے عوام کی نمائندہ ہوتی ہیں۔ جب خواتین کو روزی کمانے اور چھوٹا موٹا کاروبار شروع کرنے کی اجازت ہو تو وہ پورے پورے خطے اور شعبوں کی اقتصادی ترقی کی علیحدہ بن جاتی ہیں۔ جب خواتین کو برابری کے حقوق حاصل ہوں تو قومیں اور ملک زیادہ مستحکم، محفوظ اور پرمکن ہوتے ہیں"۔

اس لئے ہمیں اپنے مقصد کو واضح اور پیش نظر رکھنا ہو گا۔ ایک ایسی دنیا جس میں تمام خواتین اور بچیوں کو صفائی بنیادوں پر کسی تشدد یا زیادتی کا شکار نہ بنا�ا جائے، جہاں انہیں اپنی صلاحیتیں آزمائے اور خوشی حاصل کرنے کے موقع میرہوں، جہاں وہ علم کے حصول کا لطف اٹھائیں، جہاں انہیں اپنا کاروبار کرنے کا فخر حاصل ہو، جہاں انہیں یہ اطمینان ہو کہ ان کے بچے بھوک، بیماری اور رذالت سے محفوظ رہتے ہوئے پروان چڑھ سکتے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے یہ خواتین نہ صرف اپنے اور خاندانوں کے لئے بلکہ اپنے معاشروں اور ملکوں کے لئے بھی امن اور خوشحالی کا باعث بن سکتی ہیں۔ میری شدید خواہش ہے کہ پاکستان ایسا ملک بن جائے۔ یہی خواہش میں اپنے ملک اور پوری دنیا کے ممالک کیلئے بھی رکھتی ہوں۔ مل کر کام کرتے ہوئے ہم ایک ایسی دنیا تشكیل دے سکتے ہیں جہاں مرد اور خواتین نہ صرف اپنے لئے، بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی بہتر مستقبل کو حقیقت کا روپ دے سکیں۔

شکر یہ۔